مثنوی ''رمز العشق'' کا ایک قلمی نسخہ

رفاقت علی شاہد

ABSTRACT:

Masnavi *Ramzul Ish'q* is a unique literary master piece of Classic Urdu Literature. It also has great importance as an early Urdu writing in Punjab. It is an important Urdu poetic composition on mysticism. Masnavi Ramzul Ish'q was written by Ghulam Qadir Shah, a famous Noshahi Sufi (mystic leader) of Punjab. Masnavi Ramzul Ish'q is famous among mystic lovers and in Urdu literary circles, so several manuscripts of this Masnavi have been prepared by various scribers and have been found so far. Some of them are considered important in the editing and studying of this Masnavi. This article deals with another and an unfamiliar copy of the manuscript of Masnavi Ramzul Ish'q. In this article, the writer provides essential and important information about the concerned manuscript. He has covered various aspects of the detailed study of this manuscript.

Keywords: Manuscripts, Masnavi, Ramzul Ishq, Ghulam Qadir Shah

(۱)

پنجاب میں اُردو ادب کے قدیم نمونوں میں مثنوی رمز العشق کو اہم مقام حاصل ہے۔ اس کے مصنف بارھویں صدی ہجری میں پنجاب کے نوشاہی قادری سلسلۂ تصوف کے معروف بزرگ سید غلام قادر شاہ ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق یہ مثنوی بارھویں صدی ہجری کے وسط میں تحریر یا تخلیق ہوئی۔ خانقاہی یا تصوف کے سلسلے سے تعلق رکھنے والی یہ مثنوی سالکانِ راہِ صوف کی راہ نمائی کی غرض سے وجود میں آئی۔ اس مثنوی میں تصوف کے نکات نظم کیے گئے ہیں۔ بارھویں صدی ہجری تک تصوف اور مذہب سے متعلق ایسے کئی منظوم رسالے وجود میں آ چکے تھے

جن کا مقصد طالبانِ حق اور سالکانِ طریقت کی راہ نمائی کرنا تھا۔ شمالی ہند اور دکن کے کئی بزرگوں اور پیروں نے اپنے مریدوں، ارادت مندوں اور عوام کے لیے عام فہم انداز میں تصوف اور فقہ کے موضوع پر منظوم و منثور تحریریں یادگار چھوڑی ہیں جنھیں اُن کے ارادت مند، سلسلہ بہ سلسلہ، زبانی یاد کرتے اور نقلی تحریر کے ذریعے اپنی راہ نمائی کے لیے محفوظ رکھتے، یوں ایسی بعض مذہبی و متصوفانہ تصانیف کے کئی قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

مثنوی رمز العشق بھی ایسی ہی صوفیانہ تحریر ہے جس کے متعدد قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں جو اس کی قبولیت اور مقبولیت کا ثبوت ہیں۔ ۱۹۷۲ء میں یہ مثنوی مجلس ترقیِ ادب، لاہور سے شائع ہوئی۔ اس اشاعت کے لیے اس مثنوی کو ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے چار قلمی اور دو مطبوعہ نسخوں کی مدد سے ترتیب دیا۔[۱]

ان کے علاوہ مثنوی رمز العشق کے مزید قلمی نسخے بھی دنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان کے علاوہ اس مثنوی کے کچھ ایسے قلمی نسخے بھی یقیناً موجود ہوں گے جن کے بارے میں عام طور پر معلومات نہیں ملتیں۔ ان میں سے ایک قلمی نسخے کا تعارف یہاں مقصود ہے جو راقم الحروف کی ملکیّت میں ہے۔

(۲)

مثنوی رمز العشق کے جس قلمی نسخے کا تعارف یہاں مقصود ہے، وہ مجھے مرحوم خلیل الرحمٰن داؤدی[۲] سے حاصل ہوا تھا۔ یہ مخطوطہ کُل سولہ (۱۶) صفحات اور آٹھ (۸) اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کی تقطیع ۲۳×۵ء۱۳ سینٹی میٹر (۱ء۹×۵ء۴ انچ)، جب کہ متن کا ناپ ۵ء۱۹ تا ۵ء۹ سینٹی میٹر (۸ء۷ تا ۲ء۸ × ۵ء۷۳ انچ) ہے۔ مخطوطے میں موٹا اور ملائم کاغذ استعمال ہوا ہے جو امتدادِ زمانہ سے اب مٹیالا ہو چکا ہے۔ مسطر ۱۳ سے ۱۷ سطری ہے۔ متن نستعلیق خط میں تحریر کیا گیا ہے جسے نہ تو خوش خط کہا جا سکتا ہے اور نہ بدخط۔ عنوانات کے لیے جگہ خالی چھوڑی گئی ہے جنھیں غالباً رواجِ عام کے مطابق سرخ یا شنگرفی روشنائی سے تحریر کیا جانا تھا لیکن ایسا نہ ہوا۔ بعد میں ان خالی جگہوں اور حاشیوں میں عنوانات کتابت کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض مقامات پر عنوانات اُسی قلم سے اور کچھ جگہوں پر دوسرے نسبتاً خفی قلم سے ہیں۔ متن میں مثنوی کے اشعار کے مصرعے بھی رواجِ عام کے مطابق آمنے سامنے تحریر کیے گئے ہیں جس سے ایک شعر ایک سطر میں آ گیا ہے۔ مخطوطے میں متن کی تقریباً تمام عبارتیں نستعلیق میں کتابت کی گئی ہیں، سوائے اُن چند عربی الفاظ و عبارات کے جو متن میں آئے ہیں، یا پھر ورق ۳ ب/صفحہ ۶ کے وسط میں متن کے برابر عمودی انداز میں لکھی گئی عربی تحریر نسخ میں تحریر کی گئی ہے۔

پیشِ نظر مخطوطہ کرم خوردہ ہے۔ کرم خوردگی کے آثار شروع کے اوراق میں قدرے کم اور آخری دو تین اوراق میں نسبتاً زیادہ ہیں اور اس کا اثر پُشتے کی جانب زیادہ ہوا ہے، اس لیے تمام مخطوطے میں اوراق کے پُشتے کی جانب کے حصّے تقریباً یا زیادہ تر کیڑوں کے کھائے ہوئے ہیں۔ کرم خوردگی کے اس عمل کی وجہ سے متن بھی متاثر ہوا ہے۔ لہٰذا مخطوطے کے شروع کے اوراق میں کرم خوردگی کے باعث متن کم کم متاثر ہوا ہے، جب کہ آخری دو تین اوراق میں متن کا کافی حصّہ دست بُردِ کرم ہو گیا ہے۔ پہلے ورق کے اگلے حصّے پر دو سینٹی میٹر چوڑی ایک عمودی چیپی

پورے ورق پر لگائی گئی ہے۔ بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ورق کا اتنا حصّہ یا تو کم تھا یا کسی وجہ سے پھٹ گیا تھا جسے چیپی لگا کر باقی اوراق کے برابر کر دیا گیا ہے۔ نچلے حصّے پر چیپی کی چوڑائی نسبتاً زیادہ ہے جو اس امر کی نشان دہی کرتی ہے کہ یہ چیپی کٹے یا پھٹے ورق کی چوڑائی پوری کرنے کے لیے لگائی گئی ہے۔

مخطوطہ ہٰذا کے صفحات ۹، ۱۰ بعد میں کتابت کر کے لگائے گئے ہیں۔ یہ ورق مخطوطے کے باقی اوراق کی نسبت زیادہ باریک اور ملائم ہے۔ اس کا رنگ بادامی ہے، جب کہ مخطوطے کے باقی اوراق کا رنگ مٹیالہ ہو چکا ہے۔ اس ورق پر جو متن کتابت ہوا ہے، وہ قدرے خفی قلم اور قدرے خوش خط نستعلیق میں ہے۔ اس ورق پر باقاعدہ مسطر کھینچ کر متن کتابت کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس ورق کو کسی پیشہ ور یا تجربہ کار کاتب نے تیار کیا ہوگا۔ مخطوطے پر صفحات نمبر سیاہی سے لگائے گئے ہیں۔ ا سے ۱۶ تک کے شمار نمبر بھی بہ ظاہر اسی قلم سے کتابت کیے ہوئے لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ متن میں کچھ عنوانات اور حاشیے کی کچھ عبارتیں بھی اِسی قلم سے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کاتب نے کسی دوسرے حافظِ متن یا رمز العشق کے کسی اور نسخے کی مدد سے نہ صرف غیر حاضر متن کتابت کر کے مخطوطے کو مکمل کیا، بلکہ متن میں کچھ عنوانات اور حاشیے کی کچھ عبارتیں (زیادہ تر تصحیحات) بھی تحریر کیں۔

متن میں تین مقامات پر اصل متن پر چیپی لگا کر اُس پر تصحیح شدہ متن تحریر کیا گیا ہے جو اسی خفی قلم سے ہے۔

قلمی نسخے کے آغاز میں ورق ا (صفحہ ۱) پر سب سے اوپر دائیں طرف اور وسط میں دندانے دار دو بیضوی دائرے بنا کر اُن میں بالترتیب ''یا غوث مدد'' اور ''یا قطب مدد'' تحریر کیا گیا ہے۔ ایک سطر چھوڑ کر ''یا غوث مدد'' کے دائرے کے عین نیچے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' اور اس کے سامنے اسی سطر میں ''یا قطب مدد'' کے دائرے کے نیچے ''نسخہ رمز العشق'' تحریر ہے۔ یہ دونوں عبارتیں نستعلیق میں ہیں۔ اس سے نیچے تیسری سطر سے مثنوی کا متن شروع ہوتا ہے۔ نسخے کا اختتام ورق ۸ ب/صفحہ ۱۶ کے آخری حصّے میں ترقیمے کی اس عبارت پر ہوتا ہے:

''بہ دستخط فقیر الحقیر ہیچمدان مراد بخش رمز العشق باتمام رسید
تم تم تم تمام شد دستخط مسمّے کریم بخش۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مخطوطے کے متن کا اصل کاتب مراد بخش ہے۔ ترقیمے کے آخر میں ''کریم بخش'' مختلف قلم سے کتابت ہوا ہے۔ اس قلم کا قُطر اور انداز وہی ہے جو صفحہ ۹، ۱۰ کی کتابت میں مشاہدے میں آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان صفحات، متن پر کچھ حواشی اور کچھ عنوانات کریم بخش کے کتابت کیے ہوئے ہیں۔

متنِ مثنوی کے اختتام پر اور ترقیمے سے پہلے درج ذیل عبارتیں بھی موجود ہیں:

'' لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

بپوشی گر خطاے رسی وطعنہ مزن　　　　که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ''

مخطوطے میں کہیں بھی کتابت کی تاریخ درج نہیں لیکن کاغذ، روشنائی اور املائی خصوصیات کی بنا پر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قلمی نسخہ تیرھویں صدی ہجری کے ابتدائی زمانے کا کتابت شدہ ہے۔ اس میں استعمال ہونے والا

کاغذ دست ساز، یعنی ہاتھ سے بنا ہوا ہے۔ ہندستان میں تیرھویں/اُنّیسویں صدی کے وسط تک ولایتی مشینی کاغذ دست یاب ہونے لگا تھا، اگرچہ مہنگا تھا۔ اس لیے تیرھویں صدی ہجری/اُنّیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں تیار ہونے والے خاصے مخطوطات ایسے ہی مشینی کاغذ پر تیار ہوئے ہیں۔ اس سے قبل تیار ہونے والے تقریباً تمام مخطوطات میں دست ساز کاغذ ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔ مثنوی رمز العشق کے پیشِ نظر قلمی نسخے کے املائی خواص اور کاغذ کا مٹیالا پن بھی اس کی قدامت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ انھی شواہد کی بنا پر یہ اندازہ قائم کیا گیا ہے کہ یہ قلمی نسخہ تیرھویں صدی ہجری کے ابتدائی دور میں تیار ہوا ہوگا۔

ورق ۱ا (صفحہ ایک) کے اگلے حصّے میں جو عمودی چیپی لگائی گئی ہے، اُس پر صفحے کے اوپر سے عمودی رُخ پر نیچے کی جانب مصنّفِ مثنوی سمیت دس اشخاص کے نام تحریر کیے گئے ہیں جو غالباً مصنفِ مثنوی غلام قادر شاہ کے سلسلۂ ارادت و بیعت سے تعلقات رکھتے ہیں۔ ناموں کے اوپر شمار نمبر بھی لگائے گئے ہیں۔ نام درج کرنے میں نمبر شمار کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔ کچھ ناموں پر شمار نمبر نہیں بھی لگائے گئے۔ ناموں کی یہ فہرست اصل ترتیب کے مطابق نقل کی جاتی ہے جس سے اس اَمر کی وضاحت ہو سکے گی:

''۱۔حضرت حسین شاہ صاحب، غلام قادر شاہ صاحب، ۲۔احمد شاہ صاحب،
۵۔فاضل شاہ صاحب، ۴۔محمد شاہ صاحب، اعلے [کذا] نصیر الحق صاحب،
حضرت ظہور الحسین شاہ صاحب، غلام غوث شاہ صاحب، ۳۔حضرت عطا محی الدین
صاحب ابن محمد شاہ صاحب، صاحب زادہ حسن شاہ صاحب، مراد شیخ صاحب کلانوری۔''

مخطوطے میں رمز العشق کے متن کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے: ؎

ہو محمدؐ ہویا پرگھٹ کو دوجا نا وہی وہی

اور اختتام اس شعر پر ہوتا ہے: ؎

قالہ و بالحال شرفنی جمالہ بنورِ الھم

(۳)

پیشِ نظر قلمی نسخے کے متن کی کتابت میں درجِ ذیل املائی خصوصیات مشاہدہ کی جاسکتی ہیں:

(ا) یاے معروف و مجہول میں عام طور پر فرق نہیں رکھا گیا۔ مثلاً: ہی (ہے)، شیخی (شیخِی)، کہي (کہے)، سارے (ساری)، سنیي (سُنے)، سناوي (سناوے)، ہوي، ہوئي (ہوئے)، ني (نے)۔

(ب) قدیم انداز کے مطابقیاے معروف و مجہول کے نیچے دو نقطے کتابت کرنے کا اہتمام ملتا ہے۔ جیسے: بي (بے)، جي (جے)، کي، کیے (کے)، ازلي، ابدي، سارےي (ساری)، سارےي (سارے)، کہیے (کہے)، ثانیے (ثانی)۔

(ج) ہاے مفرد و مخلوط (ہ، ھ) میں بھی عام طور پر فرق روا نہیں رکھا گیا اور انھیں ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً: پرگہٹ (پرگھٹ)، ہاتہہ (ہاتھ)، پچہانوں (پچھانوں)، سمجہہ (سمجھ)، بوجہہ (بُوجھ)،

دیکہو (دیکھو)، وھي (وہی)، ھي (ہی)، ھرھر (ہر ہر)۔

(د) نون غنّہ میں اعلانِ نون کا نقطہ موجود ہے۔ جیسے: مین، کون (کوں)، ہین، تون (تُوں)، تہین (تھیں)، مون (مُوں)، کہین، ہووین، کہان، جانون، دونون، نہین۔

(ہ) بعض مقامات پر ''گ'' کا ایک مرکز (ڈنڈا) موجود نہیں۔ جیسے: آ کاہ (آگاہ)، بی رنک (بے رنگ)، لیکن کئی مقامات پر مرکز موجود ہے، جیسے: پگڑ، گیانی، زنگارون۔

(و) اِعراب بالحروف کی نمائندگی کرتے ہوئے مضموم الفاظ کو کئی جگہ واؤ کے اضافے کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر: اوس (اُس)، پورانا (پُرانا)، کوجہ (کُج)۔

(ز) الفاظ کو ملا کر لکھنے کا قدیم انداز بھی عام طور پر مل جاتا ہے۔ مثلاً: نجاوي (نہ جاوے)، دلسون (دِل سُوں)، اوسکا (اُس کا)، جسکیے (جس کے)، نہوتا (نہ ہوتا)، اسسوں (اِس سوں)، درجیکا (درجے کا)، لیکر (لے کر)، اسموں (اِس مُوں)، اسکون (اِس کُوں)، نہو (نہ ہو)۔

(ح) ''نہ'' کی کتابت میں مختلف صورتیں ملتی ہیں۔ ان میں ''نا، ناں، نہ، نانہہ، ناہ'' شامل ہیں۔

(ط) اسی طرح ''یہ'' کی تین صورتیں: ''یہ، یہہ، یھہ'' بھی کتابت ہوئی ہیں۔

(ی) ''ت'' کو بعض جگہ عربی گول ''ۃ'' سے بدل دیا گیا ہے۔ جیسے: نجاۃ (نجات)، عبادۃ (عبادت)۔

(ک) بعض مقامات پر کاتب نے نون اور یے (ن، ی/ے) کو شکستہ کے انداز میں بالترتیب لمبی لکیر مع مڑے ہوئے کانٹے دار شوشے (ے) اور دائیں طرف نصف دائرے (ی) کی صورت میں کتابت کیا ہے۔ مثلاً: ہودی، وجودی، مون، پچھانون۔

(ل) بعض اَور الفاظ میں بھی کتابت کا قدیم انداز ملتا ہے۔ مثلاً: کویو (کوئی)، سبہ (سب)، کوجہ (کُج)، تجہ (تُج)، سبی (سبھی)، اپي (آپے)، نجاء (نہ جا)، اساء (اسا)، جاء (جا)، اپ (آپ)، ائین (آئین)، بنان (بِنا)، سنھیو (سُنیو)، کوي (کوئی)۔

(۴)

مخطوطے میں شامل متن میں دوسرے کاتب نے جو اصلاحات کی ہیں، اُن میں سے کچھ اہم اصلاحیں درجِ ذیل ہیں۔ کاتب نے کُل ۲۱ (اکیس) مقامات پر اصلاحیں کی ہیں:

۱) صفحہ ۷، شعر۴ = پورے شعر پر کاغذ چپکا کر چیپی پر یہ متبادل شعر کتابت کیا گیا ہے:

نانہہ ٹوٹیں نہ توڑیا جاوے　　　نانہہ مرے نانہہ ماریا جاوے

۲) اسی صفحے کے نویں (۹) شعر کے آخری دو الفاظ پر بھی چیپی لگا کر اُس پر ''ریب اور شک'' کتابت کیا گیا ہے، گویا اسے بھی نئے متن سے بدلا گیا ہے۔

۳) صفحہ ۸، شعر۳ = مصرعِ اوّل کے نصف آخر پر بھی چیپی لگا کر اُس پر ''برزخ مانوں'' تحریر ہے۔

۴) صفحہ ۱۳، شعر ۱۱= مصرعِ اوّل کے نصف آخر پر بھی چیپی لگا کر اُس پر ''اور آپ آئینہ'' کتابت ہوا ہے۔

۵) صفحہ ۱، شعر ۱۱= مصرعِ دوم میں ''پیارے'' پر نشان لگا کر اسی کے آگے ''سارے'' لکھ کر اصلاح دی گئی ہے۔

۶) صفحہ ۷، شعر ۲= مصرعِ دوم کے آخر میں ''کشیفہ'' پر نشان دے کر اسی کے آگے ''کثیفہ'' تحریر ہے۔

۷) صفحہ ۷، شعر ۱۳ (آخر) = مصرعِ دوم ''ہر ہرن مون ہر ہر شان'' تھا۔ اس میں ''ن'' سے قبل ''آ'' لگا کر اسے ''آن'' کر دیا ہے، جب کہ ''مون'' کی میم سے پہلے سین کے دندانے لگا کر اسے ''سون'' کیا گیا ہے۔

۸) صفحہ ۸، شعر ۱۴= مصرعِ اوّل کے آخر میں ''نورانی'' پر نشان دے کر حاشیے میں ''نہانے'' (نہانی) لکھا ہے۔

۹) صفحہ ۱۱، شعر ۲= مصرعِ دوم میں ''ملحق'' کی قاف کو دال بنانے کی کوشش کی گئی ہے، پھر حاشیے میں بھی ''ملحد'' لکھ دیا گیا ہے۔

۱۰) صفحہ ۱۲، شعر ۵ = مصرعِ دوم میں ''طبع'' کو ''طمع'' سے بدلا گیا ہے، پھر اس سے پہلے ''وہ'' کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

(۵)

پیشِ نظر قلمی نسخے کے متن کا موازنہ مثنوی رمز العشق، مرتّبۂ گوہر نوشاہی کے متن اور حافظ محمود شیرانی کی مایۂ ناز تصنیف پنجاب میں اردو میں شامل اس کے دو متون سے کیا گیا تو ان کے مابین کئی اختلافات سامنے آئے۔ ان میں سے بعض اختلافات بڑے اہم ہیں۔ ایسے کچھ اختلافاتِ متن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر درج ذیل مخفّفات قائم کیے گئے ہیں:

پیشِ نظر قلمی نسخے کا متن: مخطوطہ
''پنجاب میں اُردو'' میں شامل متن: شیرانی
گوہر نوشاہی کا مرتبہ و مطبوعہ متن: مطبوعہ

۱) شعر ۲= مطبوعہ میں ''پچھانو'' اور ''جانو''، جب کہ مخطوطے میں ''پچھانوں'' اور ''جانوں'' ہے۔

۲) شعر ۶، مصرعِ دوم =
مخطوطہ = ایک ذات ہے، ایک ہی ذات
شیرانی = ایک ہی ذات ہے، ایک ہی ذات
مطبوعہ = ایک ہی ذات ہے، ایک صفات

۳) شعر ۱۲، مصرعِ دوم =
مخطوطہ = کیا کہے کجہ کہیا نہ جاوے
شیرانی = کیا کہے کچھ کہا نہ جاوے
مطبوعہ = کیا کہیے کجھ کہا نہ جاوے

۴) شعر ۳۳، مصرعِ اوّل = مخطوطے میں ''کویٔ''، جب کہ مطبوعہ میں ''کوئی'' ہے۔

۵) شعر ۴۴، مصرعِ اوّل = مخطوطے میں ''پچھان''، جب کہ مطبوعہ میں ''پہچان'' ہے۔

۶) شعر ۴۸ = مخطوطہ = اسمِ مسمّٰی جانوں ایک سمجھ لیو اور بُجھو نیک
مطبوعہ = اسم و مسمّٰی جانو ایک سمجھ لیو اور بوجھو نیک

۷) شعر ۵۵، مصرعِ دوم = مخطوطہ = تا ہوویں توں ذوالعرفان
مطبوعہ = تا توں ہووے ذوالعرفان

۸) شعر ۶۵، مصرعِ اوّل = مخطوطے میں ''ایہہ'' اور ''ہووے''، جب کہ مطبوعہ میں ''یہ'' اور ''ہوئے'' ہے۔

۹) شعر ۸۶ = مخطوطہ = نانہہ ٹوٹیں، ناتوڑیا جاوے نانہہ مرے، نانہہ ماریا جاوے
مطبوعہ = نانہہ توٹیں، ناتوڈی جاویں نانہہ مریں، نہ ماری جاویں

۱۰) شعر ۹۲ میں مخطوطے میں پہلا مصرع، مطبوعہ میں دوسرا اور مخطوطے میں دوسرا مصرع، مطبوعہ میں پہلا ہے، یعنی مصرعوں کی ترتیب اُلٹ ہے۔

۱۱) شعر ۱۱۰، مصرعِ اوّل = مخطوطے میں ''اصل ....قلب محمدؐ''، جب کہ مطبوعہ میں ''اصل...جسم محمدؐ'' ہے۔

۱۲) شعر ۱۲۴ = مخطوطہ = لولا آدم محی الاسم ولا الروح لبطل الجسم
مطبوعہ = مولا آدم طی الرسم لولا الروح لبطل الجسم

۱۳) شعر ۱۲۷، مصرعِ اوّل = مخطوطہ = عرش فرش ہے اوس کے تابع
مطبوعہ = عرش و فرش ہیں اس کے تابع

۱۴) شعر ۱۶۵، مصرعِ دوم = مخطوطہ = کون کیا ہے، کہ رے بات
مطبوعہ = کون ہیں، کیا ہیں، کہہ اے بات

۱۵) شعر ۱۶۶، مصرعِ دوم = مخطوطے میں ''النقش''، جب کہ مطبوعہ میں ''انقش'' ہے۔

۱۶) شعر ۱۷۲، مصرعِ دوم = مخطوطہ = انی عبداللہ لیُّومان
مطبوعہ = انی عبدہ لیومان

۱۷) شعر ۱۹۰، مصرعِ دوم = مخطوطے میں ''سیں'' (بہ معنی ''سے'') ہے، جب کہ مطبوعہ میں ''سوں'' ہے۔

۱۸) شعر ۲۰۳، مصرعِ اوّل = مخطوطے اور شیرانی میں ''حمد کہوٗ'' ہے، جب کہ مطبوعہ میں ''حمد کہوں'' ہے۔

(۵)

پیشِ نظر قلمی نسخے کی ظاہری تفصیلات، املائی خواص اور اختلافاتِ متن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ قدیم ہے اور اس میں مثنوی رمز العشق کا قدیم متن کتابت ہوا ہے۔ املائی خواص، مخطوطے کے صفحۂ اوّل پر نوشاہی قادری سلسلۂ طریقت اور مصنّفِ مثنوی غلام قادر شاہ کے ارادت مندوں اور بزرگانِ سلسلہ کے نام درج ہونے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مخطوطے میں مثنوی کا متن قدیم روایتوں میں سے ایک ہے۔ مصنّفِ مثنوی کے قریبی تعلق کی بنا پر بھی اس قلمی نُسخے کو بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ ان وجوہات کے باعث میری محتاط رائے ہے کہ مثنوی رمز العشق کی ترتیب جدید میں اس قلمی نسخے کا پیشِ نظر رہنا ضروری ہے۔

حواشی و تعلیقات:

۱۔ گوہر نوشاہی: مقدمہ مثنوی رمز العشق مع چرخی نامہ، (از غلام قادر شاہ)، (لاہور، مجلسِ ترقیِ ادب، اشاعتِ اوّل،۱۹۷۲ء)،صفحہ

۲۔ خلیل الرحمٰن داؤدی (پ =۱۹۲۳ء تا ۲۶ جنوری۲۰۰۲ء) اُردو کے خاموش خدمت گزار اور مایۂ ناز مخطوطہ شناس تھے۔ میرٹھ اُن کا وطن تھا۔ میرٹھ اور علی گڑھ سے تعلیم حاصل کی۔ تقسیم کے بعد لاہور میں رہائش پذیر ہوئے۔ مملکتِ پاکستان کے ابتدائی دور میں معتمدِ خزانہ اور نیشنل بنک آف پاکستان کے صدر ممتاز حسن سے گہری دوستی تھی۔ ممتاز حسن کی سعی سے نیشنل میوزیم، ترقیِ اُردو بورڈ (بعدازاں ''اُردو ڈکشنری بورڈ'' اور حال ''اُردو لغت بورڈ'') اور نیشنل بنک آف پاکستان کے کتب خانے کراچی میں قائم کیے گئے تو ان میں نادر و کم یاب مطبوعات و مخطوطات کی ترسیل داؤدی صاحب کی مہربانی اور توجّہ ہی سے ممکن ہوئی۔ اس کے علاوہ لاہور میں کتب خانۂ جامعہ پنجاب، مجلسِ ترجمہ (بعدازاں ''مجلس ترقیِ ادب'')، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ اور اسلام آباد میں قومی محفوظات (نیشنل آرکائیوز) اور نیشنل لائبریری کو بھی اُنھوں نے نادر و کم یاب کتابیں مہیا کیں۔ نادر کُتب و مخطوطات کی فروخت اگرچہ داؤدی صاحب کا ذریعۂ آمدن بن گیا تھا لیکن اُن کی مساعی سے اور کاروبار کی مدد سے پاکستان کے بڑے بڑے کتب خانے علمی طور پر باثروت ہو گئے۔ اُن کی ایک یہی خدمت پاکستان کے لیے ناقابلِ فراموش ہے۔

مجلسِ ترقیِ ادب میں سیّد امتیاز علی تاجؔ کے دورِ نظامت میں داؤدی صاحب نے اُن کی فرمایش پر اُردو کے بعض کلاسیکی متون مرتّب کیے۔ ان میں دیوان دردؔ، تذکرۂ بہارستان ناز، تذکرۂ گلستان سخن (۲ جلدیں)، یادگار غالبؔ، کُلّیاتِ انشاؔ جلد اوّل، مذہب عشق، قصّۂ اگر گُل، وغیرہ شامل ہیں۔ تاج صاحب سے بھی اُن کے گہرے دوستانہ مراسم تھے جو آخر تک قائم رہے۔

کتابیات:

۱۔ شیرانی، حافظ محمود خاں، پنجاب میں اردو، لاہور: اشاعت اوّل، ۱۹۲۸ء۔

۲۔ غلام قادر شاہ، رمز العشق، قلمی نسخہ مملوکہ راقم الحروف۔

۳۔ ایضاً ، ایضاً ، ترتیب و مقدمہ: گوہر نوشاہی، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، اشاعت اوّل،۱۹۷۲ء۔